یکم اپریل ۱۹۷۲ء

رجسٹرڈ نمبر — L.922
فون نمبر — 29

ایڈیٹر
آل احمد سرور

قیمت سالانہ چھ روپے
قیمت فی کاپی بیس پیسے

اشاعت کی تاریخیں
۱۵ ، ۲۲

ہفتہ وار ہماری زبان

جلد ۳۱ | انجمن ترقی اردو ہند (علی گڑھ) | شمارہ ۱۳

اداریہ

اردو رسم خط کے سلسلے میں انجمن کی اصلاحی تجاویز

ہم اس بات پر بار بار زور دے چکے ہیں کہ ہم اردو رسم الخط کو باقی رکھنا چاہتے ہیں اور اسے چھوڑ کر کوئی دوسرا رسم الخط مثلاً دیوناگری یا رومن اختیار کرنے کے حق میں نہیں ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ رسم الخط تاریخی حالات کی بنا پر زبان کے ساتھ لازم ملزوم کا درجہ اختیار کر لیتا ہے۔ ہم یہ کہنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ اردو ادب کے جلوۂ صد رنگ کا پورا اندازہ صرف اسی کو ہو سکتا ہے جو اس کے رسم الخط سے بھی واقف ہو اور قدیم و جدید ادب کا ہر نمونہ اس رسم الخط میں پڑھ سکے۔ اس لئے اس معاملے میں کسی کو غلط فہمی نہ ہونی چاہیے۔ مگر رسم الخط کی بقا کے ساتھ یہ مسئلہ بھی جڑا ہوا ہے کہ موجودہ تدریس اور طباعت کی ضروریات کے لئے اس میں کچھ اصلاحات کرنی چاہئیں یا نہیں ہمارا خیال یہ ہے کہ ایسی تمام اصلاحات کے لئے ہم کو ہمیشہ تیار رہنا چاہیے جن سے زبان کی مقبولیت کا دائرہ بڑھے اور جس سے زبان کی تدریس اور طباعت میں آسانی ہو۔ انجمن ترقی اردو ہند نے بہت عرصہ ہوا مولوی عبدالحق کی قیادت میں اس مسئلے پر غور کیا تھا اور ڈاکٹر عبدالستار صدیقی نے کمیٹی اصلاح رسم الخط کی روداد ہماری زبان کے ستمبر ۱۹۴۳ء کے شمارے میں شائع کی تھی۔ اس کمیٹی کی سفارشات پر انجمن کی مطبوعات میں ایک عرصہ تک عمل بھی ہوا۔ مگر ۱۹۴۷ء کے بعد یہ سلسلہ قائم نہ رہ سکا۔ انجمن نے ۱۹۵۷ء میں ایک اور کمیٹی بنائی تھی جس نے ایک سوال نامہ جاری کیا تھا اور اس کے سلسلے میں ۵۸ جوابات موصول ہوئے مگر انجمن کی ۱۹۵۷ء کی کانفرنس میں اصلاح رسم الخط کے مسئلے کو ملتوی کر دیا گیا تھا اس لئے انجمن اس سلسلے میں مزید اقدام نہ کر سکی۔ ضرورت ہے کہ انجمن کی ۱۹۴۳ء کی تجاویز کو پھر مشتہر کیا جائے اور ان تجاویز پر عام طور سے اظہار خیال ہو تاکہ ان میں سے جن پر اتفاق ہو وہ اختیار کر لی جائیں۔ یہ بات پھر واضح کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان اصلاحات کا مقصد تدریس اور طباعت میں سہولتیں پیدا کرنا ہے اور اردو کو ایک آزاد اور خود مختار زبان کی حیثیت سے فروغ دینا ہے اس کو فارسی، عربی یا ہندی کسی کا ضمیمہ بنانا نہیں۔ ان میں سے بعض پر اخبارات اور رسالے عمل بھی کر رہے ہیں۔ تجاویز کا خلاصہ یہ ہے:-

(۱) دو لفظوں کے درمیان واضح فاصلہ رکھا جائے۔ یہ فاصلہ یکساں ہو اور اس فاصلے سے زیادہ ہو جو ایک ہی لفظ کے دو ٹکڑوں کے بیچ میں ہونا چاہیے۔

(۲) ایک لفظ کے اوپر دوسرا لفظ یا ایک حرف کے اوپر دوسرا حرف کسی حالت میں نہ لکھا جائے۔ یعنی سرفراز لکھا جائے نہ کہ سرفراز۔

(۳) مرکب لفظ جو دو یا زیادہ لفظوں سے بنے ہوں آپس میں ملا کر نہ لکھے جائیں بلکہ ہمیشہ الگ الگ لکھے جائیں البتہ ان کے درمیان میں فاصلہ صرف اتنا ہو جتنا ایک ہی لفظ کے دو ٹکڑوں کے بیچ میں۔ جیسے آج کل - بن مانس - شاہ جہان پور - دل لگی۔

(۴) بعض مفرد لفظ دو طرح لکھے جاتے ہیں۔ بی بی اور بیبی، دل دل اور دلدل۔ ان کی منفصل لکھاوٹ اختیار کی جائے یعنی بی بی - دل دل - جھن جھٹ - گل گلا - پل چل۔

(۵) ہمزہ جب کسی منفصل حرف کے بعد آئے تو بالکل جدا لکھا جائے۔ اس طرح پر کہ اس کے لئے کوئی شوشہ نہ ہو اور نہ

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

ہمزہ کسی حرف کے اوپر لکھا جائے، بلکہ یوں ہو۔

آئی، آئے، ملائی، بدخوئی، براؤد، قائم،

تائید، عزرائیل۔

(۶) فارسی لفظ بہ، نہ، چہ، کہ، بے وغیرہ جو خود فارسی میں بھی کبھی دوسرے لفظ سے ملا کر کبھی الگ لکھے جاتے ہیں اردو عبارت میں الگ لکھے جائیں۔ جیسے

بہ خوبی۔ بہ ہرحال۔ بہ دولت۔ بل کہ، چوں کہ، چناں چہ، تاوقتے کہ، بے شک۔

(۷) لمبی ے کو جو خاص کر ٹائپ میں دقتیں پیدا کرتی ہے اور اکثر بہت بدنما ہوتی ہے یکسر ترک کر دینا چاہیے۔ اس کی جگہ آدھی دائرے والی ے سے کام لیا جائے اور جب ے سے پہلے مفتوح حرف ہو تو بھی آدھی دائرے کی ہو سکتا اس پر جزم ضرور ہو جیسے بجائے شوکہ

(۸) بھ، دھ، ڈھ، رھ، ڑھ لکھنے میں دو دو حروف ہیں حالانکہ ایک ہی آواز کو ادا کرتے ہیں۔ ان کو ملا کر لکھنا چاہیے اور مستقل حرف قرار دینا چاہیے۔ یعنی کسی حالت میں اگلے حرف سے نہ ملیں۔ اس طرح ان کی شکلیں یہ قرار پاتی ہیں ... دھن بجائے دھن۔ ادھورا بجائے ادھورا، ڈیڑھ بجائے ڈیڑھ۔

(۹) نون غنہ ہمیشہ متصل لکھا جائے اور اس کی یہ شکل ہو۔

بانس، پھانس، بھینس۔

(۱۰) عربی لفظوں کے متعلق سفارش یہ ہے کہ ان۔ عن۔ من۔ فی جو خود عربی میں الگ لکھے جاتے ہیں اردو میں بھی دوسرے لفظ سے ملا کر نہ لکھے جائیں۔ مثلاً ان شاء اللہ۔ عن قریب۔ من جانب۔ فی صد

(۱۱) وہ عربی لفظ یا نام جو خود عربی میں دو طرح لکھے جاتے ہیں ان کی اس لکھاوٹ کو اختیار کرنا چاہیے جو اردو لکھاوٹ کے مطابق یا اس سے قریب ہے۔ یعنی

ابراہیم، لقمان، اسماعیل، رحمان، حیات، نجات، زکات

(۱۲) عربی میں جو لفظ الف مقصورہ سے لکھے جاتے ہیں اردو میں وہ معمولی الف سے لکھے جائیں۔

ادنا۔ اعلا۔ مولانا۔ علاحدہ۔ عیسا۔ موسا۔ مرتضا۔ کبرا۔

(۱۳) فارسی عربی کے سوا کسی غیر زبان کا لفظ اردو میں لکھا جائے تو اس کے صوتی ٹکڑوں کو جہاں تک ہو سکے الگ الگ کر کے لکھنا چاہیے جیسے۔ اِن فارمل۔ ڈاک ٹر۔ کلک ٹر۔ یونی ورسٹی، ڈی پارٹ منٹ۔

(۱۴) بالغوں اور بچوں کی تعلیم میں آسانی پیدا کرنے کے لئے مصدر یا صیغے کے آخر میں نا یا تا کو علیحدہ لکھا جا سکتا ہے مثلاً لکھ نا۔ دیکھ تا۔ اسی طرح لفظ کے صوتی ٹکڑے بھی علیحدہ لکھے جا سکتے ہیں جیسے صح بت بجائے صحبت۔ قری نا بجائے قرینہ۔

اردو کے ایک مخلص خادم جناب ایم عرفان کا انتقال

بھوپال:۔ ایک طویل علالت کے بعد انجمن ترقی اردو بھوپال کے صدر جناب ایم عرفان کا انتقال ہو گیا۔ جناب ایم عرفان کا شمار ان لوگوں میں تھا جنھیں اردو سے عشق تھا۔ آپ ۱۹۵۷ء سے ۱۹۶۵ء تک مدھیہ پردیش انجمن ترقی کے جنرل سکریٹری رہے۔ اور بعد میں بھوپال انجمن ترقی اردو کے صدر رہے۔ آپ ایک بے خوف صحافی، ادیب اور سیاسی رہنما تھے اور تاریخ آپ کا پسندیدہ موضوع تھا۔ آپ کی وفات پر ادارہ دلی رنج و ملال کے ساتھ مرحوم کے پسماندگان سے اظہار ہمدردی کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

● ادارہ

سرسید پر پہلا تحقیقی مقالہ

اصغر عباس صاحب علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی کے شعبۂ اردو میں پروفیسر آل احمد سرور صاحب کی نگرانی میں انسٹی ٹیوٹ گزٹ پر کام کر رہے تھے جس پر اس سال انھیں ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی گئی ہے۔ سرسید کی وفات کو پون صدی بیت چکی اور ان کے قائم کئے ہوئے اس ادارے میں صدہا موضوعات پر کام ہوا لیکن سرسید کی طرف وہ توجہ نہیں ہوئی جس کے وہ مستحق تھے۔ اصغر عباس صاحب کے اس مقالے کی تکمیل کے ساتھ گویا اس قرض کی پہلی قسط ادا ہو گئی۔ عباس صاحب اس اہم کام کے لئے مبارکباد اور شکریے کے مستحق ہیں۔

● نامہ نگار

دیوان بیان کی تدوین

اودے پور یونی ورسٹی کے استاد ثاقب حسن صاحب رضوی کو اودے پور یونی ورسٹی نے دیوان بیان کی ترتیب و تدوین پر پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری عطا کی ہے۔ رضوی صاحب نے یہ دیوان غیر مطبوعہ شکل میں پیش کیا تھا۔ اودے پور یونی ورسٹی نے احسن اللہ بیان پر مزید کام کرنے اور اسے شائع کرانے کے لئے ایک معقول رقم منظور کی ہے۔ امید ہے کہ ڈاکٹر ثاقب رضوی اس موضوع پر مزید کام کریں گے جو جلد ہی سامنے آئے گا۔

● نامہ نگار

اسرار التصوف

جناب پروفیسر عبدالرؤف (کلکتہ یونی ورسٹی) نے "اسرار التصوف" کے عنوان سے سید مظہر الحق صاحب (پیارے شاہ صاحب) کی کتاب کو ایک جامع خلاصہ کے ساتھ از سر نو مرتب کیا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ اور پروفیسر موصوف کا دیباچہ تصوف اور اردو شاعری سے گہری دلچسپی رکھنے والوں کے لئے بہت مفید اور کارآمد ہے۔ قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ

ملنے کا پتہ پروفیسر عبدالرؤف ۳۰ تانتی لین کلکتہ ۹

سوشیا چیرنیکووا (تاشقند)

اردو کے صیغے

میری کتاب "اردو کے صیغے" پر ڈاکٹر نیر اقبال کے دو تبصرے نظر سے گزرے۔ ایک ۵ ستمبر ۱۹۷۶ء کے "حیات" دہلی میں اور دوسرا یکم اکتوبر ۱۹۷۶ء کے "ہماری زبان" میں۔ پہلا مختصر دوسرا نسبتہً تفصیلی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ محترم نے میری کتاب کا مطالعہ خاص توجہ سے کیا۔ انھوں نے اردو افعال کے سلسلے میں جو مسائل اٹھائے ہیں وہ واقعی بہت دلچسپ ہیں۔ لیکن ان کے بارے میں نیر صاحب نے جس واضح اور دو ٹوک انداز میں اظہار رائے کیا ہے وہ میری رائے میں مناسب نہیں۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ نیر اقبال صاحب اردو میں صیغے کے معنی الگ الگ سمجھتے ہیں۔ ان کے خیال میں فعل کی خبری حالت طور معروف کے صرف یہ صیغے ہیں۔ سنتا، سنا، سنے (گا)، سنتا ہے، سنتا تھا، سنتا ہوگا، سن رہا ہے، سن رہا تھا، سن رہا ہوگا، سنا ہے، سنا تھا، سنا ہوگا۔

نیر صاحب اردو کی باقی سب ساختوں کے سلسلے میں یہ رائے رکھتی ہیں کہ وہ مرکب افعال کے تحت چلے جاتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ "سنتا ہے" اور "سنتا رہتا ہے"، "سن رہا تھا" اور "سنتا آ رہا تھا" وغیرہ میں زمانے کے لحاظ سے کوئی امتیاز نہیں پایا جاتا ہے یہ یکساں تشکیلیں ہیں۔ ان کے خیال میں یہ سب مرکب افعال ان کے متذکرہ بالا تشکیل کے ہوئے صیغوں میں آ سکتے ہیں۔

میں ان چیزوں کے بارے میں دوسری رائے رکھتی ہوں اور میری یہ رائے میری کتاب "اردو کے صیغے" میں بڑی وضاحت سے پیش کی جا چکی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مرکب فعل کی طرح مرکب صیغہ بھی دو افعال پر مشتمل ہو سکتا ہے۔ مرکب فعل اور مرکب صیغے میں سب سے بڑا فرق یہ ہے کہ مرکب فعل میں ہر فعل کے لفظی معنی لئے جاتے ہیں مثلاً "لکھ لینا" کا مطلب "لکھنا" اور "لینا" کے لفظی معنوں کا مرکب ہے۔ "لکھ لینا"، "لکھنا" سے ان معنوں میں مختلف ہے کہ اس میں فاعل کا فائدہ ظاہر ہوتا ہے (یعنی اپنے لئے لکھا) اور "لکھنا" میں صرف عادت پائی جاتی ہے۔ اس کے برعکس صیغے میں پہلے فعل کے لفظی معنوں سے پورے صیغے کے لفظی معنی نکلتے ہیں۔ دوسرا فعل اپنے لفظی معنی کھو کر پہلے فعل کو صرفی معنی دیتا ہے۔ مثلاً "وہ پڑھتا جاتا ہے" اس ترکیب میں "جانا" کے وہ لفظی معنی نہیں ہیں جن میں وہ اردو میں عام طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اصل فعل کے حالیہ ناتمام سے مل کر "جانا" یہ ظاہر کرتا ہے کہ کام میں اضافہ ہو رہا ہے۔

صیغے میں کام کے تسلسل کا طریقہ، زمانہ اور تمام اور ناتمام صورت کے درمیان میکانیکل تعلق نہیں ہے اگرچہ اس صیغے کے معنی جس میں کام کے تسلسل کا طریقہ پایا جاتا ہے اس صیغے سے بھی ظاہر ہو سکتے ہیں جو کام کے وقوع کا طریقہ نہیں بتاتا جس کے لئے جملے میں صرف مناسب الفاظ موجود ہونے چاہئیں پھر بھی کام کے وقوع کا طریقہ بتانے والے صیغوں اور ان صیغوں میں جن سے یہ بات ظاہر نہیں ہوتی فرق ہے۔ پہلے صیغے دوسرے صیغوں سے اس طرح مختلف ہیں کہ ان میں کام کے وقوع کے طریقے کے بارے میں زیادہ واضح طور پر بتایا جاتا ہے۔ اس لئے یہ محض اتفاق نہیں ہے کہ صیغوں میں پائی جانے والی وقفہ پذیری، ترقی پذیری، استقلال اور طوالت کے باوجود بھی جملے میں اس کے لئے خاص الفاظ ہو سکتے ہیں علاوہ ازیں کام کے تسلسل کا طریقہ بتانے والے ہر صیغے کا استعمال اور کسی ایسے صیغے کا استعمال جس میں کام کے وقوع کا طریقہ نہیں بتایا جاتا ہے ہمیشہ ایک نہیں ہوتا ہے۔ "وہ کرتا (چلا) آتا ہے" "وہ کرتا (چلا) آتا تھا" "وہ کرتا (چلا) جاتا ہے" "وہ کرتا (چلا) جاتا تھا" صیغے اس کام کے اظہار کے لئے بھی استعمال ہوتے ہیں جو بہ تعین وقت نہ ہو رہا ہو۔ یہ بات حال اور ماضی معمولی کے صیغوں کے بارے میں (وہ کرتا ہے، وہ کرتا تھا) نہیں کہی جا سکتی ہے۔ طویل صورت کے حال اور ماضی استمراری کے صیغے (وہ کرتا (چلا) آ رہا ہے، وہ کرتا (چلا) آ رہا تھا) اپنی طوالت کی وجہ سے متعین وقت میں ہونے والے کام کے وہ معنی نہیں دیتے ہیں جو حال اور ماضی استمراری کے صیغے دیتے ہیں (وہ کر رہا ہے، وہ کر رہا تھا) طویل صورت کے ماضی تمام (وہ کرتا رہا) کا یہ استعمال کہ کام جاری دکھا گیا ہے وہ فرق سامنے لاتا ہے جو طویل صورت کے ماضی تمام (وہ کرتا رہا) اور ماضی تمام (اس نے کیا) میں ہے۔

"سنتا ہے" مرکب صیغہ ہے، مرکب فعل نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ "سنتا" اور "ہے" کے معنوں کو الگ الگ دیکھتے ہوئے اس پوری ساخت کے صرف یہ معنی نکلتے کہ کام بولنے کے وقت میں ہوتا ہے مگر "سنتا" اور "ہے" کا اضافہ ایسے دوسرے معنی دیتا ہے جو ان میں سے کسی میں بھی موجود نہیں ہیں مثلاً کام کے بار بار کئے جانے کے معنی اور مستقبل کے معنی میں نے اردو افعال کی ساختوں کو علم لسانیات کی جدید نظریوں کی روشنی میں دیکھنے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے مجھے نیر صاحب کا نقطۂ نظر کچھ فرسودہ معلوم ہوتا ہے۔

نیر صاحب مرکب صیغے، مرکب افعال اور لفظوں کی ترکیبی ساخت میں امتیاز نہیں کرتی ہیں مثلاً وہ کہتی ہیں کہ "... مصدر اور فعل کا مادہ بھی صیغوں کی تشکیل میں بہت اہم رول ادا کرتا ہے۔ صرف حالیے ہی صیغے نہیں بناتے۔ ایسی صورت میں اگر فعل "چکنا" سے بننے والے صیغوں کو تمام صورت کا اور فعل "لگنا"

سے بننے والے صیغوں کو شرعاتی صورت کا درجہ دینا پڑتا۔"

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ فعل "لگنا" اور فعل "چکنا" سے صیغے نہیں بلکہ مرکب فعل بنتے ہیں۔ فعل رہنا کے ساتھ حالیہ تمام کو مرکب کرکے انھوں نے مرکب فعل بنا دیا مثلاً لگی رہتی ہوں، چپکی رہتی ہوں، کہا رہتا ہے۔ در اصل بات یہ ہے کہ یہ دو لفظوں کی ملاوٹ ہے۔ اس صورت میں فعل صرف رہنا ہے۔

ڈاکٹر نیر اقبال صاحبہ کو یہ پڑھ کر بہت تعجب ہوا کہ افعال کے حالیہ ناتمام کو فعل آنا یا چلا آنا کے ساتھ مرکب کرکے میں نے دو صورتیں خیالی ہیں۔ طویل اور ترقی پذیر۔ موصوفہ نے لکھا ہے کہ "تعین کی کوئی ٹھوس بنیاد پیش نظر نہ ہونے کی وجہ سے مقالہ کے نحوی پہلو کا مطالعہ کرتے ہوئے خاص پریشانی میں مبتلا ہونا پڑتا ہے" حالانکہ میں نے صاف صاف لکھا ہے کہ میری ان صیغوں کے بارے میں یہ رائے کن بنیادوں پر مبنی ہے۔ ترقی پذیر صورت میں (وہ بڑھتا جاتا ہے) امدادی افعال "آتا" اور "چلا آتا" کم آتے ہیں۔ وہ صرف ان لازم افعال کے حالیہ ناتمام سے ماخوذ ہوتے ہیں جو کام کی سمت ظاہر کرتے ہیں۔ ترقی پذیر صورت کے صیغوں میں آتا اور چلا آتا کام کی سمت فاعل کی طرف دکھاتے ہیں اور ان افعال کی تعداد [illegible] ہے جن کے ساتھ آ کر "آنا" کام کو متکلم کی طرف بڑھتے ہوئے ظاہر کرے جیسے "اندھیرا کافی بڑھ چکا تھا لیکن اب [illegible] آرہا تھا اور ذرا ذرا روشنی پھیلنی شروع ہو گئی تھی۔" (رضیہ سجاد ظہیر، سر شام، صفحہ ۳)

اگر تباہی ہوتی قسم کے صیغے ترقی پذیر صورت میں بھی سب افعال سے بنائے جا سکتے جیسا کہ [illegible] صورت میں ممکن ہے تو یہ قیاس کہ بعض صیغے ایسے ہیں جو کام [illegible] کے دو مختلف طریقے ظاہر کر سکتے ہیں ٹھیک ہوتا۔ نیر نے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ "وہ کرتا آرہا ہے" طرح کے صیغے کام کے تسلسل کے طریقے کے لحاظ سے طویل صورت کے صیغوں سے مختلف نہیں ہیں (وہ کرتا رہتا ہے، وہ کرتا رہتا تھا، وہ کرتا رہا، وہ کرتا رہا ہے، وہ کرتا رہا تھا، وہ کرتا رہے گا) یعنی وہ کام کی طوالت کے انھیں معنوں کا اظہار کرتے ہیں جو ان صیغوں کے ہیں مثلاً "وہ کرتا آرہا ہے" صیغہ ماضی اور حال دونوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لیتا ہے یعنی اس سے کام کا ماضی میں بہت دن تک ہوتے رہنا اور اس کا حال میں جاری رہنا دونوں ظاہر ہوتے ہیں جیسے "...... تب سے تقدیر سے لڑتا جھگڑتا چلا آرہا ہوں" (پریم چند، حسن و شباب، صفحہ ۲۹)

انھوں نے افعال کے حالیہ تمام کو فعل جانا کے ساتھ مرکب کرکے تین مفہوم پیدا کیے ہیں۔

(۱) مجہول کے معنی۔

(۲) کسی کام کے یک بارگی ایک رو میں کر ڈالنے کی طرف اشارہ مثلاً "جی چاہتا ہے کہ مکان میں گھسی چلی جاؤں ......"

(۳) کام کے بار بار یا مستقل کیے جانے کے معنی مثلاً "لاکھ منع کریں مگر یہ بے حیا ان لوگوں میں گھسے جاتا ہے۔"

ہمارے خیال سے اس صورت میں الگ الگ ساختیں ایک ہی صیغے کے ضمن میں کہی گئی ہیں۔ افعال کے حالیہ تمام کو فعل جانا کے ساتھ (اور صرف فعل جانا کے ساتھ) مرکب کرکے اس شرط پر مجہول کے معنی پیدا کیے جاتے ہیں کہ اصل فعل متعدی ہو۔ یہ علحدہ مجہول کا صیغہ ہے اور اس میں حالیہ کی جنس اور تعداد و بلحاظ مفعول کے رکھی جاتی ہے۔

دوسرے استعمال میں جہاں حالیہ جنس اور تعداد کے لحاظ سے اپنے فاعل سے مطابقت رکھتا ہے صیغہ نہیں بلکہ مرکب فعل ہے۔ "گھسی چلی جاؤں" جیسی ساخت یہ سوچنے پر مجبور کر دیتی ہے کہ اردو میں استقلالی صورت کے صیغوں کے ساتھ ساتھ مرکب افعال بھی ہیں جو اصل فعل کے حالیہ تمام اور "آنا"، "جانا"، "پڑنا"، "ڈالنا"، "دینا" وغیرہ کا مرکب ہیں۔ ایسی ساخت میں متعدی افعال متعدی افعال کے حالیہ تمام سے (جو ہائے مجہول کے ساتھ آتا ہے) اور امدادی فعل لازم فعل لازم اور ناقص کے حالیہ تمام سے (جو جنس و تعداد میں اسم کے مطابق ہوتا ہے) ملتے ہیں۔

اس صورت میں ہونے والے نتیجے کے معنی کام کے واقع ہونے پر غالب ہوتے ہیں۔ ساری توجہ اس نتیجے پر مبذول ہو جاتی ہے جو کام کے ختم ہونے کے بعد عمل میں آئے گا۔ صرف تیسری مثال میں استقلالی صورت کا صیغہ ہے۔ نیر صاحبہ نے اپنی تیسری مثال کے جو معنی نکالے ہیں ہم اس سے متفق نہیں ہیں۔ اگرچہ جملے کی خصوصیت متعین کرنے میں جملہ مدد دیتا ہے تاہم اس کی اپنی بنیادی علامتیں ہوتی ہیں۔ بعض قواعد نویسوں نے ان بنیادی علامتوں کو ترک کرکے کبھی کبھی خارجی عناصر یعنی جملے کے دیگر الفاظ کو اہمیت دی ہے۔ اس بنیاد پر ڈاکٹر نیر اقبال کے خیالات کا احتساب بھی مناسب ہوگا۔ "لاکھ منع کریں" الفاظ میں کام کا بار بار کیے جانا دیکھا گیا ہے۔ ہمارے خیال میں "گھسے جاتا ہے" صیغہ اس بات پر توجہ مبذول کراتا ہے کہ کام نتیجے تک پہنچ کر ختم ہوا چاہتا ہے جیسے کوئی ان لوگوں میں گھس کر ہی سمجھے گا کہ اس کا مقصد پورا ہو گیا۔

جو صیغے فعل متعدی اور فعل لازم سے بنائے جاتے ہیں ان سے فاعل کا کام کرنے کا ارادہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اردو زبان میں صرف یہ صیغے ایسے ہیں جن سے ناتمام کام کے معنوں کے ساتھ ساتھ اس نتیجے کے معنی بھی ظاہر ہوتے ہیں جسے حاصل کرنا ہونے والے کام کا مقصد ہوتا ہے۔ میں نے ان صیغوں کو استقلالی صورت کے صیغے کہا ہے۔

ان کی رائے میں "ہوا کرتا ہے" نوعے کی ساختیں صرف

(باقی صفحہ [illegible] پر)

ڈاکٹر نور سعید اختر

جنوبی ہند کی زبانوں میں عربی و فارسی الفاظ

جنوبی ہند کی زبانوں میں عربی و فارسی کے بے شمار الفاظ مروج ہیں۔ راقم کو ان الفاظ کی ایک فہرست ڈاکٹر این۔ ایس جگر درنی کے ایک مضمون میں نظر آئی۔ یہ فہرست اردو رسم الخط میں "ساؤتھ زبان" کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے پیش کی جاتی ہے۔ ممکن ہے یہ فہرست جنوبی ہند کی زبانوں پر لسانیاتی نقطۂ نظر سے کام کرنے والوں کے لئے مفید و معاون ثابت ہو سکے۔

ملے سوورن جینتی گرنتھ، دکشن بھارت ہندی پرچار سبھا مدراس ۱۹۶۸ء

عربی	تامل	تلگو	کنڑ	ملیالم
عدالت	—	عدالتو	عدالتی	عدالت
وکیل	وکیل، وکیل	وکیل	وکیلو	وکیل
مدعی	—	مدعی	مدعی	مدعی
قانون	—	قانون	قانو، قانون	قانون
انعام	انعام	انعامُ	انعام	انعام
انعامدار	—	انعامدارُ	انعامدار	—
قصبہ	—	قصوبا	قصبہ، قصبے	قصب
قاضی	قاضی	قاضی	قاضی	قاضی، قاضی
جمع	جمع	جمع	جمع	جمع
جمع بندی	جمع بندی	جمع بندی	جمع بندی	جمع بندی
تحصیلدار	تحصیلدار	تحصیلدارُ	تحصیلدار	تحصیلدار
تقریر	تقرار	تقرارُ	تقرای، تقریر	—
تقاضا	—	تقاضا	تقاضے	—
امین	امینا	امینا	امین	—
ضبطی	ضبطی	ضبطی	ضبطی	ضبط
محصول	محصول	محصول	محصول	—
ضلع	ضلع	ضلع	ضلعے	ضلع
وضعدار	وضعدار	وضعدار	وضعدار	وضعدار
قید	قید	قید	قید	قید
قلعہ	قلعہ	قلعہ	قلعے	قلا

فارسی الفاظ

خزانہ	خزانا	خزانہ	خزانے	خزانا
زمیں	زمین	زمین	زمین	زمی
کاغذ	کاغیتو، کاغیتہ	کاغیتو	کاغد، کاغد، کاگذ	کاغیتو

سپاہی	چپائے، چپایو	شپائی، پائی	سپائی	سپایو
دیوان	دیوان	دیوان	دیوان	دیوان
رسید	رچیتو	رسید	رسیدی	رسید
سپارش (ف)	چپاچو	سپارش سپارسو	سپارس	سپارسو
عید (ع)	عید	عید	عید	عید
خلیفہ (ع)	خلیپا	خلیفہ	خلیفہ	خلیفہ
قرآن (ع)	قرآن	قرآن، قرآن	قرآن، قرآن قوران	قرآن
مولوی (ع)	مولیو	مولیو، [illegible]	مولیر، [illegible]	[illegible]
مسعود (ع)	مسعود، مسودی	مشید، مشید	مسیدی	مسودی
پیغمبر (ف)	پیغمبر	پیغمبر	پیغمبر	پیغمبر
نماز (ف)	نماز	نماز	نماز	نماز
روزہ (ف)	روزہ	روزہ	روزہ	روزہ
رمضان (ع)	رمضان	رمضان	رمضان	رمضان
حج (ع)	اَج۔ حج	حج	حج	حج
محرم (ع)	محرم	محرم	محرم	محرم
حاجی (ع)	حجی	حاجی	حاجی	حاجی
خواجہ (ف)	کاجا	خواجہ	خواجہ	خواجہ، کاجا
خدا	—	خدا	خدا	—
اللہ (ع)	اللہ	اللہ	اللہ	اللہ
خالہ (ع)	کالا	—	—	—
فقیر (ع)	—	فقیر	فقیر	فقیر
[illegible] (ع)	—	تاایتو	تاایتو، تانی	—
[illegible]	—	قلو	قلو، قلاھو	—
دوات (ع)	—	دوتی، دودی	دوتی	—
سیاہی (ف)	—	شائی، سائی	شائی	—
خنداق (ع)	—	—	—	کنتو
گلدستہ (ف)	—	گلوشا	گلوسے	
کاپی	کاپی	کاپی، کافی	کاپی، کافی	کاپی
نقصان (ع)	نقصان	نقصان، نوکسان نوکسانو	نقصان	—
رضا (ع)	—	رضا	رضا، رضے	—
رعیت (ع)	—	رعیتو	رعیت	—
شال (ف)	شلیہ	شالو	شالے، شالو	—
شیشہ (ف)		سیا، شیشہ	شیشا، شیشے	—
سواری (ف)	سواری	سواری	سواری	سواری
سامان (ف)	چامان	سامان	سامان	سامانم
صد (ع)	—	صدو	صدو	—

حاضر (ع)	آضر، حاضر	حاضرو	حاضرُ	حاضر
واپس (ف)	—	واپسو	اپسو	—
وعدہ (ع)	—	واعدو، واعدُ	واعیدے	—
گلاب (ف)	گلاب	گُلابی	گلابی	
سیب (ف)	سیبو	سیبو	سیبو	—
قصیدہ (ف)	—	قصیدو	قصودی	—
کلاہ (ف)	کلادی	کولا، کڑائی	کولادی	کولادی
گماشتہ (ف)	—	گماشتہ	گماستہ	—
پاجامہ (ف)	پجام	پجام	پجام	پجام
تنگی (ف)	تنگی	تنگی	تنگی	تنگی
رومال (ف)	—	رومالو	رومالو	—
انجیر (ف)	—	انجیرو، انجور	انجیر، انجیر	—
بادام (ف)	بادام	بادامی	بدامی	بادام
میز (ف)	میجے	میجو	میجو	میشا
پردہ (ف)	پردا	پردا	پردے	پردا
ترازو (ف)	—	تراسو	تراسو	—
زری یا زریں (ف)	زری	زری	زری، زرتاری	زری
بازار (ف)	بزارو	بزارو	بزارو	بزار
پسند (ف)	—	پسندو	پسند	—
پہلوان (ف)	پہلوان	پہلومان، پہلوانو	پہلوان	پہلوان
محل (ع)	محال	محلو	مالو	—
فصل (ع)	پکل، اچلی	فصلو، فصلی	فصلو، فصلی، پھلو	—
ہند، ہندوستان (ف)	—	ہندو دیشو	ہندو دیشا، ہندوستان	—
ہندو (ف)	اندو، ہندو	ہندو، ہندو	ہندو	ہندو
پنجاب (ف)	پنجاب	پنجاب، پنجابو	پنجاب، پنجابو	پنجاب
مرزا (ف)	مرجا	مرجا	مرجا	مرجا
شیخ (ع)	ٹیک	ٹیک، شیخ	ٹنگ، شیخ	شیخ
کشتی (ف)	—	—	کھشتی	—
سردار (ف)	سردار	سردار	سردار	سردار
صاحب (ف)	صاہبو	صاہبو، صاہبو	صاہب	صاہبو
چالاک (ف)	—	چالاک	چالاکو	—
غلیظ (ع)	—	—	گلیزو	—
جوان (ف)	—	جوانو	جوان	—
تازہ (ف)	—	تاجا	—	—
زیادتی (ع)	جاستی	جاستی	جاستی	جاستی
اصل (ع)	—	اصلو	اصلو	—
خاص	کاسا	کاس، خاصا	خاس	کاسا، خاصا
ادب (ع)	—	ادبو	ادبو	—
ارادہ (ع)	—	ارادو	ارادو	—
خوش، خوشی (ع)	کوشی	خوشی	خوشی	کوشی
خود (ع)	—	خود، خودن	خودو	—
خالی (ع)	—	خالی، خالڑی	خال	—
کھانا (ف)	—	کھانا	کھانا (ہندی کھانا)	
دار (ف)	دار	دار	دار	دار

کل الفاظ ۱۰۲

صفحہ ۴ سے آگے

معمول بتاتی ہیں۔ میری رائے میں یہ صیغہ کام کا بار بار عمل میں آنا ظاہر کرتا ہے جیسے "گھر بھر مجھ کو چھیڑا کرتا ہے"۔ (نذیر احمد، بنات النعش، صفحہ ۵۵)

لیکن جملے کے سیاق و سباق میں اس صیغے سے معمول بھی ظاہر ہو سکتا ہے۔ کام عام صداقت کے ساتھ کیا جاتا ہے اس بات کا واضح احساس ہوتا ہے کہ کام بہ کثرت ہونے کی وجہ سے معمول بن گیا ہے جیسے "یہ گجڑ میں جیسے بوڑھی عورتیں ہوا کرتی ہیں۔"

(سرشار، فسانۂ آزاد، جلد دوم صفحہ ۱)

"سا کیا" نمونے کی ساخت کے بارے میں انھوں نے لکھا ہے کہ وہ کوئی ایسی صورت نہیں پیدا کرتا جس میں تسلسل نہ ہو بلکہ وقفہ ہو جیسے "وہ کتنا ہے آکر بیٹھ گئے گانا ہوا کیا" (آن کی مثال)۔ ان کے خیال میں یہ صیغہ کام کا تسلسل بغیر رکے ہوئے بتاتا ہے اس کے بارے میں میرا نقطۂ نظر مختلف ہے۔ اس صیغے سے کام کا کسی عرصے میں محدود ہو کر وقفے کے ساتھ جاری رہنا پایا جاتا ہے۔ اس حالت میں اگرچہ کام کا کسی محدود عرصے میں وقفے کے ساتھ ہونا ظاہر ہوتا ہے لیکن کام کثرت کے ساتھ بار بار دہرایا جاتا ہے اور تسلسل کا مفہوم جھلکنے لگتا ہے اس طرح یہ اپنے مفہوم کے اعتبار سے طویل صورت کے بہت قریب آجاتا ہے "ہوا کیا" کا مطلب "ہوتا رہا" کے قریب ہو جاتا ہے۔ اسی لئے اس صیغے کا استعمال کم ہو گیا ہے۔

میری خواہش ہے کہ اردو زبان اور بالخصوص قواعد انجال سے دلچسپی رکھنے والے دیگر حضرات بھی ان مسائل پر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ اردو زبان سے محبت کرنے والے بہت ہیں لیکن مجھے افسوس ہے کہ اردو زبان کی ایک جامع قواعد مرتب کرنے کا حوصلہ کم لوگوں میں دیکھتی ہوں۔

مراسلات

مختصرات

مذکورہ عنوان سے مخدومی قاضی عبدالودود صاحب کا ایک مضمون ماہنامہ تحریک دہلی کی شاعت بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۷۷ء میں اشاعت پذیر ہوا ہے اس میں موصوف نے مختلف موضوعات پر گفتگو کی ہے ان کے ساتھ نشانات شمار بھی دئے گئے ہیں نمبرہ کے ذیل میں قاضی صاحب نے تحریر فرمایا ہے:

الفاظ ذیل کے بارہ میں ناظرین اگر کوئی نئی بات بتا سکیں تو میں ممنون ہوں گا۔

(۱) چکابو۔ زلف کو اس کی چکابو بولنا۔ کلیات سراج اورنگ آبادی۔ ہے چکابو کا جوش گھن چکو کلیات سودا۔

ہے ہر اک کوچہ چکابو کی گلی۔ امیر شاگرد قائم طبقات الشعرا ..... کسی اردو لغت میں یہ نہیں ملا۔ پلیٹس کے یہاں موجود ہے اس نے اسے سنسکرت یا ہندی (ٹھیک یاد نہیں) لکھا ہے اور جو معنی بیان کئے ہیں وہ مصرعہ ہائے بالا سے ظاہر نہیں۔ فارسی کی کسی بھی فرہنگ میں نہیں ملا مگر اردو کے ایک فارسی رسالے میں جو اس وقت سامنے نہیں مستعمل ہوا ہے۔ ہندی کے ایک ناول گرہ پرکشا میں بھی یہ آیا ہے یہ گذشتہ صدی کا ہے اور اس وقت پیش نظر نہیں۔

(۲) شیشہ باشا بہ معنی میر اثر دسرود دوران گفتگو میں ایک ہندو دوست کی زبان پر آیا تو بڑی حیرت ہوئی یہ اردو میں بہت کم واقفیت رکھتے ہیں اور میر اثر دسرود کا تو نام بھی انھوں نے نہ سنا تھا میں نے دریافت کیا کہ یہ لفظ کہاں دیکھا تو انھوں نے جواب دیا کہ یہ بول چال میں ہے۔

(۳) گالی گلوت لطائف غیبی میں دو جگہ ہے اور لغت نامہ میں اس کی تصحیح نہیں ہوئی یہ کتاب دہلی میں غالب نے چھپوائی تھی اور قرینہ ہے کہ غلط نامہ انھوں نے بنایا تھا۔ دہلی میں مجھے کوئی شخص نہ ملا جو گالی گلوچ کی اس شکل سے واقف ہو۔

(۴) ضرب سے ضربیدن، ضربنا اردو میں نہیں بنا مگر ضربا (نادر) کلیات جرأت میں ہے کہیں اور یہ نظر نہیں آیا۔ [1]

مضمون کا یہ حصہ پڑھ کر مجھے نمبر ا، نمبر ۲ پر آئے ہوئے لفظوں کے معنی کی تلاش ہوئی جیسا کہ قاضی صاحب نے فرمایا ہے اردو لغتوں اور فارسی فرہنگوں میں یہ لفظ نظر نہیں پڑا لیکن "دو سٹے ہندی کوش" مرتبہ کالکا پرشاد مطبوعہ گیان منڈل بنارس میں یہ لفظ صفحہ ۱۴ پر موجود ہے اور اس سے مندرجہ ذیل معنی دئے گئے ہیں۔

चक्कर — वृह पु० देखे 'चक्रव्यूह' मुह में

पड़ना, फंसना — चक्कर में पड़ना।

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لفظ واو معروف کے ساتھ ہے اور سنسکرت لفظ چکرویوہ سے اپنی بگڑی یا بدلی ہوئی شکل میں ماخوذ ہے اس کے سادہ معنی مصیبت اور پریشانی میں پڑنے کے ہیں لیکن چکرویو سے نسبت کی وجہ سے اس کے معنی طلسمی چکر بھی لئے جا سکتے ہیں جس میں پھنسنے کے بعد آدمی آزاد نہیں ہو سکتا۔ مذکورہ مصرعوں میں یہ لفظ انھیں معنوں میں آیا ہے۔ ۲۔ یعنی شیشہ باشا۔ ڈکشنری ہندوستانی اینڈ انگلش۔ مرتبہ ولیم بیٹس مطبوعہ سنہ ۱۸۷۴ء (اشاعت ثالث) میں صفحہ ۱۱۶۹ پر موجود ہے اور اس کے معنی ان الفاظ میں دئے گئے ہیں۔

adj: very delicate, tender

بہت نرم و نازک کے معنی میں یہ لفظ فرہنگ اللغات میں بھی موجود ہے۔

۳۔ گالی گلوچ یا گالم گلوچ دہلی میں آخری لفظ کے بدلے ہوئے تلفظ یعنی گالی گلوس یا گالم گلوس کی صورت میں بھی رائج ہے گالی گلوٹ بھی گوش آشنا ضرور ہے معلوم کرنے پر بعض طالبات نے جن کے خاندان دہلی کے پرانے رہنے والوں میں سے ہیں بتلایا کہ بعض بڑی بوڑھیوں کی زبان پر یہ لفظ گالی گلوٹ کی شکل میں بھی آتا ہے۔ راقم الحروف نے ایک ہندی کتاب میں اس لفظ کو اس تلفظ کے ساتھ دیکھا تھا جو اس وقت پیش نظر نہیں۔

۴۔ ضرب سے ضربانا۔ اپنے ہندی تلفظ جربانا کے ساتھ مغربی یوپی کے دیہات میں عام طور پر رائج ہے ایسے دوسرے مصادر کبجانا (قبضانا)، پھرمانا (فرمانا) وغیرہ ہیں۔ جو دیہاتی بولی میں عام ہیں۔

دہلی۔ • تنویر علوی

پنڈت رامیشور دیال صاحب کہاں ہیں؟

۱۹۳۰ء کے قریب اعظم گڑھ یوپی میں ایک بزرگ پنڈت رامیشور دیال صاحب بحیثیت ڈپٹی کلکٹر ضلع متعین تھے۔ بڑے باذوق تھے اور شعر و ادب پر اچھی نظر رکھتے تھے۔ اردو دوست ہی نہیں اردو نواز بھی تھے اور ادبی کاموں میں دستگیری و اعانت کو اپنا فرض جانتے تھے۔ اب تک ملازمت سے پنشن پا چکے ہوں گے۔

اگر کسی صاحب کو پنڈت رامیشور دیال صاحب کے قیام و مقام کا پتہ معلوم ہو تو ان کے پتے سے مجھے مطلع کرنے کی زحمت فرمائیں۔ یا خود پنڈت جی ہی کی نظر سے یہ مراسلہ گزرے تو موصوف خود اپنے حالات سے مجھے باخبر کرنے کی تکلیف فرمائیں۔ موصوف سے میں بعض ادبی معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اطلاع درج ذیل پتہ پر دی جائے۔

اکبر علی خاں عرشی زادہ۔ رام پور رضا لائبریری۔ رام پور (یوپی)

---

[1] ماہنامہ تحریک: ۱۷

پرائمری اردو اساتذہ کی تربیت

قومی آواز مورخہ ۲۲ر مارچ ۷۲ء میں یہ خوش کن خبر شائع ہوئی ہے

"حکومت اتر پردیش نے اردو کے ذریعہ بچوں کی تعلیم کے لئے اساتذہ کی تربیت کا منصوبہ تیار کر لیا ہے جس پر ۷۳-۷۲ء کے مالی سال کے درمیان ریاستی حکومت ایک لاکھ روپیہ خرچ کرے گی۔"

یہ منصوبہ اس احساس کے تحت بنایا گیا ہے کہ یوپی میں ایسے اساتذہ کی کمی ہو گئی ہے جو اردو کے ذریعہ طلبہ کو پڑھانے کی اہلیت رکھتے ہوں مگر اس صورت حال سے نپٹنے کے لئے جو منصوبہ بنایا گیا ہے وہ ناقص اور غیر موثر ہے قومی آواز کی رپورٹ کے مطابق منصوبہ حسب ذیل ہے۔

"یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ پرائمری کی سطح پر ان اساتذہ کے لئے جنھوں نے اردو مضمون لے کر جونیر اسکول یا اس سے اعلیٰ امتحان پاس نہ کیا ہو ان کے لئے ایک خاص امتحان کا انتظام رجسٹرار محکمہ جاتی امتحانات اتر پردیش (الٰہ آباد) کے ذریعہ ضرورت کے مطابق ریاست کے مختلف ضلعوں میں مئی اور جون کے مہینہ میں منعقد کیا جائے اور جو اساتذہ اس امتحان میں کامیاب ہو جائیں انھیں نقد انعام دیا جائے۔"

اس منصوبہ کو بغور ملاحظہ فرمائیے اس میں اردو اساتذہ کی تقرری کا کوئی تذکرہ نہیں اس کا بھی ذکر نہیں کہ موجودہ ہندی داں اساتذہ کے لئے یہ لازمی قرار دیا جائے گا کہ وہ بقدر ضرورت اردو سیکھیں اور اس غرض کی تکمیل کے لئے محکمہ جاتی امتحانات کا انتظام کیا جائے۔ صرف یہ اعلان کہ جن اساتذہ کے پاس اردو مضمون لے کر جونیر ہائی اسکول یا اس سے اعلیٰ امتحان پاس کرنے کی کوئی سند نہ ہو اگر وہ چاہیں تو محکمہ جاتی امتحانات میں شریک ہوں اگر کامیاب ہوئے تو انھیں کچھ رقم بطور انعام کے دے دی جائے گی وہ رقم بھی معمولی یعنی سو دو سو اور تین سو روپیہ۔

سوچنے کی بات ہے کہ جو استاد ایک لفظ اردو کا نہیں جانتا بھلا اس کے لئے زبان اردو میں کون سی کشش ہے جس کی خاطر وہ نئے سرے سے اردو کی تعلیم حاصل کرے محکمہ جاتی امتحان میں بیٹھے اس میں کامیابی حاصل کرے اور ان سب کے بدلے صرف وقتی طور پر ایک جزوی رقم کا مستحق ہو۔

اگر حکومت حقیقی معنوں میں خواہش مند ہے کہ پرائمری سطح پر اردو کی تعلیم کا معقول بندوبست ہو تو اسے آزادی سے کھل کا ضابطہ اپنانا پڑے گا۔ یعنی پرائمری ٹیچرس کے لئے اردو اور ہندی دونوں زبانوں کا جاننا ضروری قرار دیا جائے یا کم از کم یہ کیا جائے کہ اس وقت تک کے لئے جب تک اردو اساتذہ کی معقول تعداد نہ ہو جائے ٹیچرس ٹریننگ کے انتخاب میں اردو ٹیچرس کے لئے معتد بہ کوٹہ مقرر کر دیا جائے اور مذکورہ بالا رقم اردو ٹیچرس کی مخصوص ٹریننگ پر صرف کی جائے۔

لکھنؤ۔　　　　ظفر احمد صدیقی

واحد پریمی

غزل

مرحبا دل کے سفینے کا یہ جوش
سوئے ساحل چل پڑا طوفاں بدوش

میکدہ آنکھوں میں اور گیسو بدوش
دیکھ کر ان کو رہے پھر کس کو ہوش

میں تو اک مہوش کے غم میں ہوں اداس
چاند تارو تم مگر کیوں ہو خموش

ان طلاطم خیز موجوں ہی سے کیا
پر سکوں ساحل بھی ہے طوفاں بدوش

آخریں جاں بازیٔ اہل وفا
سوئے مقتل چل پڑے خود سر فروش

یہ کرشمہ ہے ہمارے خون کا
سیکڑوں گل ہیں چمن میں سرخ پوش

تجربہ واحد ہمیں بھی یہ ہوا
سر پہ آ پڑتی ہے جب آتا ہے ہوش

ریورنڈ مبین ریحانی

غزل

داغ دل اور آشنا تاباں
غم کی شب خورشید بداماں

کیا ہے جب اک دن بن جائے
ان کا دامن میرا گریباں

خون جگر کی جتنی شرکت
اتنی رنگیں فصل بہاراں

گلچینوں کی گلچینی سے
ہوتی ہے توہین گلستاں

دست حسرت زخمی زخمی
جیتی جیتی خار نمایاں

انسانیت کی منزل سے
آج بھی کوسوں دور ہے انساں

غم کی امانت واپس کر دو
آشا ٹھہرے گردش دوراں

دنیا آواز اہل جنوں کو
اہل خرد ہیں دست و گریباں

دے کر خون دل ریحانی
آؤ بدل دیں رنگ گلستاں

اخبار واذکار

پرائمری اردو اساتذہ کی تربیت کا انتظام

لکھنؤ۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت اترپردیش نے اردو کے ذریعہ بچوں کی تعلیم کے لئے اساتذہ کی تربیت کا منصوبہ تیار کرلیا ہے جس پر ۱۹۷۲-۷۳ء کے مالی سال کے درمیان ریاستی حکومت ایک لاکھ روپیہ صرف کرے گی۔ آئندہ برس یعنی ۱۹۷۳-۷۴ء کے لئے بھی اتنی رقم صرف کرنے کا فیصلہ کرلیا گیا ہے۔

اس سلسلے میں ریاستی محکمہ تعلیم کی تجویز ہے کہ چونکہ حکومت کی پالیسی اردو تعلیم کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں دینے اور اس کی ہمت افزائی کرنے کی ہے۔ ابھی تک جس پرائمری اسکول میں کم سے کم ۴۰ طلبہ یا جہاں کم سے کم ۱۰ طلبہ اردو کے ذریعے تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں انھیں اردو کے ذریعے تعلیم دینے کا انتظام ہے لیکن اس سلسلے میں سب سے بڑا مسئلہ اردو ذریعہ تعلیم سے تعلیم دینے والے اساتذہ کی کمی ہے۔ ہندی کو قومی زبان کا درجہ دیئے جانے کے بعد ریاست میں ہندی خاص زبان اور اردو اختیاری زبان کی شکل میں پڑھائی جارہی ہے۔ ساتھ ہی ہندی کی تعلیم پر زیادہ سے زیادہ زور دیئے جانے کے نتیجے میں ایسے اساتذہ کی کمی ہوگئی ہے جو اردو کے ذریعہ طلبہ کو پڑھانے کی اہلیت رکھتے ہوں۔ اس مسئلے سے نپٹنے کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ پرائمری کی سطح پر ان اساتذہ کے لئے جنھوں نے اردو مضمون لے کر جونیر ہائی اسکول یا اس سے اعلیٰ امتحان پاس نہ کیا ہو۔ ایک خاص امتحان کا انتظام رجسٹرار محکمہ جاتی امتحانات اترپردیش (الٰہ آباد) کے ذریعہ ضرورت کے مطابق ریاست کے مختلف ضلعوں میں مئی اور جون کے مہینے میں منعقد کیا جائے اور جو اساتذہ اس امتحان میں کامیاب ہوجائیں انھیں نقد انعام دیا جائے۔ انعام کی شرح اس امتحان میں اول دوم اور سوم ڈویژن میں کامیاب ہونے والے امیدواروں کو بالترتیب ۳ سو، ۲ سو اور ایک سو روپیہ ہوگی۔ امید کی جاتی ہے کہ اس منصوبے سے پرائمری اسکولوں کے درجوں کے اساتذہ کو اردو میں تعلیم دینے کی صلاحیت پیدا کرنے کے لئے ضرورت بھر راغب کیا جاسکے گا اور اس طرح اس مسئلہ کا بہت کچھ حل ممکن ہوسکے گا۔ اس منصوبے میں چھٹے پنج سالہ بقیہ دو برسوں یعنی ۱۹۷۳-۷۴ء اور ۱۹۷۴-۷۵ء میں ایک ایک لاکھ روپیہ خرچ کرنے کی تجویز ہے۔

حکومت نے اعتراف کیا ہے کہ پہلے زیادہ تر اساتذہ ہندی اور اردو دونوں زبانوں میں تعلیم دینے کی صلاحیت رکھتے تھے لیکن اب زیادہ تر اساتذہ صرف ہندی ہی تعلیم دے سکتے ہیں اسی لئے اس امتحان اور انعام کا بندوبست کیا جارہا ہے۔

اگرچہ ریاستی بجٹ میں اس کے لئے کوئی علاحدہ مد نہیں رکھی گئی ہے لیکن حکومت کا ارادہ ہے کہ وہ یہ رقم حکومت کے فوری ضروریات کے فنڈ سے خرچ کرے گی۔ ٭قومی آواز لکھنؤ

ابتدائی درجوں میں اردو تعلیم

لکھنؤ۔ جناب چھیدی لال ساتھی نے ایک بیان میں کہا ہے کہ یو۔پی میں اگلے تعلیمی سال کے آغاز کے وقت سے ابتدائی درجوں میں اردو کی تعلیم کو رائج کرنے پر پوری توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ اگلے تعلیمی سال کے ماہ جولائی سے ابتدائی درجات میں اردو کی تعلیم کو کیسے مروج کیا جائے اسی مقصد کے لئے کہ میں نے ایک جلسہ ممتاز دانشوران گنگا نواب پارک میں بلایا جس میں سبھی خیال کے لوگوں کو شرکت و اظہار رائے کی دعوت دی اور میں نے بڑی صاف گوئی کے ساتھ سرکار کی اردو سے متعلق اعلان شدہ پالیسی سے حاضرین کو آگاہ کیا اور ان سے درخواست کی کہ وہ رائے دیں کہ اردو کو اترپردیش کے پرائمری اسکولوں میں لازمی طور پر پڑھانے کے لئے کیا اقدام کئے جائیں۔ لیکن افسوس ہے کہ اس جلسہ کو سیاسی اکھاڑا بنادیا گیا اور جس مقصد کے لئے کہ یہ میٹنگ طلب کی گئی تھی اس سلسلہ میں کوئی ٹھوس اور بامقصد اقدام پر ایک رائے نہ ہوسکے۔ میں اپنے اردو دوستوں سے نہایت ادب سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس بات پر غور کریں کہ اردو کو جو کہ تعلیمی اداروں سے غائب سی ہوگئی ہے کیسے مروج کیا جائے اور کیا تدبیر کی جائے کہ سرکار کو اس کی اعلان شدہ پالیسی کے مطابق مجبور کیا جاسکے کہ وہ اگلے تعلیمی سال سے ابتدائی درجات میں اردو کی تعلیم شروع کرائے اور اردو کی نصابی کتابیں فراہم کرے۔ دوسری بات مجھے یہ عرض کرنی ہے کہ محبان اردو کی مندرجہ بالا میٹنگ میں نے نجی طور پر بلائی تھی اس کا اردو اکیڈمی سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں تھا۔ اردو اکیڈمی کے ممبر ہونے سے پہلے بھی میں اردو زبان کی خدمت کرتا رہا ہوں اور آئندہ بھی کرتا رہوں گا۔ مجھے افسوس تو اس بات پر ہے کہ جو لوگ اپنے کو اردو کا محافظ کہتے ہیں وہ اردو کے مفاد کو اپنے اقدام سے پیچھے ڈھکیل رہے ہیں۔ ضرورت ہے ٹھوس اور عملی قدم اٹھانے کی تاکہ اردو زبان کو اسکولوں میں باقاعدہ پڑھایا جاسکے۔ ٭قومی آواز

ملک کے اتحاد کے لئے اردو کی خدمات کا اعتراف

سہارن پور: یہاں میونسپل گراؤنڈ میں ہونے والے ایک کل ہند مشاعرہ میں لوک سبھا کے اسپیکر جناب گوردیال سنگھ ڈھلون نے اترپردیش کے گورنر جناب بی گوپالا ریڈی کو ان کی اردو ادب کی خدمات کے صلہ میں انعام دیا۔

مشاعرہ کمیٹی کی جانب سے یہ انعام دیا گیا۔ انعام کی تقسیم کے بعد مشاعرہ شروع ہوا۔ اردو کے مشہور شاعر کنور مہندر سنگھ بیدی

نے مشاعرہ کی نظامت کے فرائض انجام دیے۔

جناب ڈھلون نے اپنی تقریر میں کہا کہ انھیں خوشی ہے کہ ایک ایسے شخص کو انعام پیش کرنے کی ذمہ داری انھیں سپرد کی گئی ہے جو تقریباً نصف درجن زبانوں پر مہارت رکھتا ہے۔ انھوں نے رائے ظاہر کی کہ عالم لوگوں کی خدمات کا اسی طرح اعتراف کرنا چاہیے۔

جناب گوپالا ریڈی نے انکشاف کیا کہ جیل میں انھوں نے اردو سیکھی اور اس زبان نے ملک کے اتحاد کے لئے بڑی خدمات انجام دی ہیں۔ انھوں نے خیال ظاہر کیا کہ اردو ایک مالدار زبان ہے اور زبانوں کو مزید مالدار بنانے میں اردو بڑی خدمات انجام دے رہی ہے۔ • سیاست جدید کانپور

آندھرا پردیش میں اردو کے بارے میں وزیر اعظم کا تیقن

حیدرآباد:- وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے آندھرا پردیش میں اردو کے مسائل سے متعلق طلبہ اور نوجوانوں کی جانب سے پیش کردہ ایک یادداشت کا بغور جائزہ لینے اور ان تمام امور کی یکسوئی کے لئے اولین فرصت میں ریاستی حکومت کو توجہ دلانے کا تیقن دیا ہے۔ اسٹوڈنٹس یونین اردو آرٹس کالج کے صدر جناب نصرت محی الدین نے جو اس خصوص میں وزیر اعظم کو نئی دہلی میں یادداشت پیش کر چکے ہیں، اپنے ایک بیان میں اس امر کا انکشاف کیا ہے۔ حیدرآباد اور سکندرآباد کے مختلف کالجوں کے طلبہ و نمائندوں کی دستخطوں کے ساتھ پیش کردہ اس یادداشت میں حکومت آندھرا پردیش کے اس حکم نامہ کو اردو والوں کے حق و مفاد کے منافی قرار دیا گیا ہے جس کے ذریعہ ملازمتوں میں راست بھرتی کے لئے تلگو میں مہارت اور تلگو میڈیم کا لزوم عاید کیا گیا تھا۔ • سیاست حیدرآباد

اخبارات میں اردو ہندوستان کی دوسری بڑی زبان

نئی دہلی:- ملک میں ۱۹۷۶ء کے دوران میں اخبارات کی تعداد میں ۵۵۰ کا اضافہ ہوا ہے اور گذشتہ پانچ سال کے دوران میں ۳۰۰۳ اخبارات کا اضافہ ہوا ہے ۱۹۷۶ء کے خاتمہ پر ہندوستان میں ۱۱۰۳۶ اخبارات نکلتے جب کہ ۱۹۶۹ء کے خاتمہ پر ان کی تعداد ۱۰۲۸۱ تھی۔

یہ اعداد و شمار اخبارات کے آل انڈیا رجسٹرار کی بیسویں (سالانہ) رپورٹ میں درج ہیں۔ اس رپورٹ کے بموجب ہندوستان نے روزانہ اخبارات شائع کرنے کے معاملے میں دنیا بھر میں دوسرا نمبر ہاتھ سے نہیں جانے دیا ہے۔ کل تعداد اشاعت ۲۹ کروڑ ۲۰ لاکھ ۳۰ ہزار، ان میں سے ۱۰۲۸۶ اخبارات ہفتہ وار، پندرہ روزہ، ماہانہ اور سالانہ ہیں، جن کی تعداد اشاعت ۲۰ کروڑ ۸۸ لاکھ ہے۔ اخبارات کی سب سے زیادہ تعداد یعنی ۲۹۹۲ ہندی میں شائع ہوتی ہے۔ اس کے بعد اردو کا نمبر ہے جو ۸۹۵ ہے۔ روزنامہ اخبارات میں بھی ہندی روزناموں ہی کی تعداد سب سے زیادہ ہے یعنی ۴۱۳ ہے۔ اس کے بعد اردو کا نمبر ہے۔ اردو زبان میں شائع ہونے والے روزانہ اخبارات کی تعداد ایک صد ہے۔ انگریزی میں ۸۲، مرہٹی میں ۷۳، اور ملیالم میں ۵۲ روزانہ اخبارات شائع ہوتے ہیں۔

ہفتہ وار اخبارات میں ہندی زبان کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ جو ۱۹۸۸ ہے۔ اس کے بعد اردو کا نمبر ہے اردو زبان میں ۹۹۴ ہفتہ وار اخبارات شائع ہوتے ہیں۔

ریاستوں کے اعتبار سے مہاراشٹر میں سب سے زیادہ اخبارات یعنی ۲۰۷۰ شائع ہوتے ہیں۔ اس کے بعد یوپی کا نمبر ہے جہاں سے ۱۴۷۳ اخبارات نکلتے ہیں۔ دیگر ریاستوں کی کیفیت اس طور پر ہے دہلی ۱۲۴۲، بنگال ۱۲۰۴، تامل ناڈو ۸۰۰، روزنامے سب سے زیادہ تعداد میں یعنی ۱۱۹ مہاراشٹر سے شائع ہوتے ہیں۔ اس کے بعد یوپی کا نمبر ہے۔ جہاں سے ۱۱۱ روزنامے اخبارات شائع ہوتے ہیں۔ لیکن ہفتہ وار اخبارات کے مرحلہ میں یوپی سب سے آگے ہے۔ یہاں سے ۷۶۵ ہفتہ وار اخبارات شائع ہوتے ہیں اس کے بعد مہاراشٹر کا نمبر ہے جہاں سے ۴۹۴ ہفتہ وار اخبارات شائع ہوتے ہیں۔

• سیاست جدید کانپور

فروغ اردو میں جامعہ اردو کا سینٹر

رجسٹرار جامعہ اردو علی گڑھ نے ادارہ فروغ اردو ڈشب پور ہوڑہ کے زیر نگرانی جامعہ اردو کے امتحانات کے لئے سنٹر کی منظوری دیدی ہے۔ امسال اکتوبر ۱۹۷۸ء سے جامعہ اردو علی گڑھ کے امتحانات اس ادارے کی نگرانی میں ہوا کریں گے۔ مزید تفصیلات اور قواعد کے لئے ۵۰ پیسے کا ڈاک ٹکٹ ذیل کے پتہ پر روانہ کریں۔ • ایم۔ اے۔ قاسم (جنگ)، ادارہ فروغ اردو ۴۲/۳۳ جی۔ ٹی۔ روڈ ڈشب پور، ہوڑہ

دلّی میں خالی جگہوں کے اشتہار اردو میں

وزارت داخلہ بھارت سرکار کے ۱۴ر جولائی ۱۹۵۸ء کے لینگویج اسٹیٹمنٹ اور وزرائے اعلیٰ کانفرنس ۱۹۶۱ء کے فیصلوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے دلّی انتظامیہ کے اعلیٰ افسروں کی ایک کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایڈمنسٹریشن میں خالی ہونے والی جگہوں کی خانہ پری سے متعلق اشتہارات اردو کے کم سے کم ایک اخبار میں بھی شائع کئے جائیں۔ اس ہدایت پر مشتمل ایک سرکاری گشتی خط بھی جاری کیا جا چکا ہے۔ توقع ہے کہ اس ہدایت پر نیک نیتی کے ساتھ عمل کیا جائے گا۔

● نامہ نگار

بھوپال کے بابائے اردو ایم عرفان کے انتقال پر تعزیتی جلسے

عرفان صاحب کے انتقال پر انجمن ترقی اردو، حلقۂ ارباب ادب اردو، مجلس ادب اور ادارہ تجدید ادب کا مشترکہ تعزیتی جلسہ زیر صدارت روزنامہ ندیم کے مدیر اعلیٰ جناب حکیم سید قمر الحسن ہوا۔ اس جلسے میں بھوپالی انجمن کے جنرل سکریٹری پروفیسر آفاق احمد، حلقۂ ارباب ادب کے ڈاکٹر حامد حسین اشہری، انجمن کے جنرل سکریٹری پروفیسر حسن مسعود، ایم پی اتحاد پرلیشد کے جنرل سکریٹری پروفیسر یوسف کمال بخاری، ایم پی جمعیۃ علماء کے صدر مولانا ناصر الدین، صوبائی وقف بورڈ کے رکن مولانا شرق عثمانی، مدھیہ پردیش اسمبلی کے ممبر مسٹر عزیز قریشی اور مسٹر اخلاق اثر نے مرحوم کو نذرانۂ عقیدت پیش کیا اور مرحوم نے زندگی کے مختلف شعبوں میں جو کارہائے نمایاں انجام دئے ہیں انھیں یاد کیا اور تعزیتی قرارداد میں کہا کہ مرحوم کو صحیح خراج عقیدت یہی ہے کہ ہم زیادہ حوصلہ مندی کے ساتھ اس زبان کی ترویج و اشاعت کے لئے مصروف کار ہوں جس کے حقوق کے حصول کے لئے عرفان صاحب زندگی بھر جد و جہد کرتے رہے۔ اس کے علاوہ شہر کی دوسری ادبی و سیاسی جماعتوں نے بھی مرحوم کو اپنے جلسوں یا قراردادوں کے ذریعہ خراج عقیدت پیش کیا۔ روزنامہ ندیم نے حلقۂ ارباب ادب اور انجمن ترقی اردو کے تعاون سے اپنے اخبار کا ضمیمہ شائع کیا۔

● نامہ نگار

مرکز ادب گورکھپور کا جلسہ

گورکھپور۔ مرکز ادب گورکھپور کے زیر اہتمام گورکھپور کے ادیبوں اور شاعروں کا ایک جلسہ زیر صدارت جناب نور گورکھپوری ساتی ہوٹل کے ہال میں منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں ایک قرارداد کے ذریعہ اردو اکاڈمی کے قیام پر حکومت یوپی کا شکریہ ادا کیا گیا اور توقع ظاہر کی گئی کہ یہ اکاڈمی اردو زبان و ادب کی ترویج و اشاعت کا کام بحسن و خوبی انجام دے گی۔

اس کے بعد ڈاکٹر احمر لاری نے ایک مقالہ بعنوان غالب اور جدید ذہن پڑھا جس میں جدید دور میں غالب کی مقبولیت کے اسباب پر روشنی ڈالی گئی تھی۔ آخر میں شعری نشست میں متعدد ممتاز شعرائے کرام نے اپنا اپنا کلام سنایا۔

● جالب نعمانی

لائبریری کانفرنس کے مندوبین کے اعزاز میں استقبالیہ

غالب اکیڈمی کی جانب سے انیسویں آل انڈیا لائبریری کانفرنس کے مندوبین کو استقبالیہ دیا گیا۔ اس تقریب میں تقریباً چار سو مندوبین شریک تھے۔ اس استقبالیہ تقریب کی صدارت بہار کے نمائندے جناب گور صاحب نے کی۔ سب سے پہلے جناب جھنڈ صاحب سکریٹری انڈین لائبریری ایسوسی ایشن نے غالب اکیڈمی کے آنریری سکریٹری جناب سید ذہین حسن نقوی کا حاضرین سے تعارف کرایا۔

جناب سید ذہین حسن نقوی نے مہمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے اکیڈمی کے قیام اور اس کے موجودہ کاموں پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی اور اردو زبان کی اہمیت اور ضرورت پر اظہار خیال کرتے ہوئے لائبریری سائنس میں اردو کے کردار کو اجاگر کیا۔ انھوں نے فرمایا کہ ہمارا ملک تو صرف ۲۵ سال سے ہی سیکولرزم کا حامی ہے لیکن اردو زبان کے خمیر میں سیکولرازم بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور یہی وہ واحد زبان ہے جو سیکولرازم کی صحیح معنوں میں علمبردار ہے۔ پھر انھوں نے لائبریری کانفرنس کے دلّی میں انعقاد کو مستحسن قرار دیا۔ آپ نے اکیڈمی کی جانب سے انڈین لائبریری ایسوسی ایشن کانفرنس کی کامیابی پر مبارکباد دی اور ایسوسی ایشن کے کاموں میں ہر طرح کے تعاون کا یقین دلایا۔

جناب گور صاحب نے صدارتی تقریر میں غالب اکیڈمی کو اس کی خدمات کے سلسلے میں خراج تحسین پیش کیا اور لائبریری ایسوسی ایشن کی جانب سے اس شاندار استقبالیہ کے لئے شکریہ ادا کیا۔

مندوبین نے غالب اکیڈمی کے مختلف شعبے میوزیم، لائبریری، آرٹ گیلری و شعبہ فروخت کتب میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا اور غالب اکیڈمی کی جانب سے کئے گئے کاموں سے بہت متاثر ہوئے۔ آخر میں تمام مندوبین کو ایک پرتکلف عصرانہ دیا گیا۔

● نامہ نگار

ادبی سنگم کی شعری نشست

ادبی سنگم ممبئی کی ماہانہ نشست جناب قیصر الجعفری کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ انجمن کے سکریٹری جناب قیصر عثمانی نے دنیائے صحافت کے نامور بزرگ جناب عبدالحمید انصاری کی وفات سے متعلق ایک تعزیتی قرارداد پیش کی جس میں مرحوم کی وفات پر دلی افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ان کی صحافتی زندگی کو خراج عقیدت پیش کیا گیا تھا۔ مرحوم نہ صرف ایک بلند پایہ صحافی تھے بلکہ ایک سچے وطن پرست بھی تھے۔

اس کے بعد مشاعرہ ہوا جس میں ممتاز شعرا نے اپنے کلام سے سامعین کو نوازا۔

نامہ نگار

تبصرے

ڈاکٹر نور الحسن نقوی

اسباب بغاوت ہند

ترتیب و مقدمہ: فوق کریمی صاحب

قیمت: ۳ روپے صفحات ۹۶

ناشر: کتب خانہ انجمن ترقی اردو، اردو بازار دہلی

اسباب بغاوت ہند سر سید کی وہ پہلی اہم تصنیف ہے جو اُن کے مزاج اور کردار کی پوری طرح آئینہ دار ہے۔ اس مختصر رسالے میں انھوں نے ۱۸۵۷ء کی شورش کے اسباب کا تجزیہ کیا ہے اور بڑی جرأت مندی سے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ سر سید کی تصنیفی زندگی کا آغاز تو اس سے بہت پہلے ہو چکا تھا لیکن ان کی ملکی اور قومی خدمات کی ابتدا یہیں سے ہوتی ہے۔ انڈین نیشنل کانگریس کے بانی نے اعتراف کیا ہے کہ اسی رسالے کے مطالعے نے ان کے دل میں کانگریس کے قیام کا خیال پیدا کیا۔

سر سید کی اس اہم تصنیف کو تقریباً پندرہ سال پہلے فوق کریمی صاحب نے اپنے مقدمے کے ساتھ شائع کیا تھا۔ حال ہی میں اس کا دوسرا ایڈیشن کتب خانہ انجمن ترقی اردو دہلی سے شائع ہوا ہے مقدمے کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ اس درمیانی مدت میں فوق صاحب اس موضوع پر کام کرتے رہے ہیں۔ انھوں نے ۱۸۵۷ء کے واقعات اور آزادی کی تحریک کا نئے سرے سے جائزہ لیا ہے اور بعض پتے کی باتیں کہی ہیں۔ سر سید نے ۱۸۸۷ء میں جو رول ادا کیا اور کانگریس کے قیام کے بعد مسلمانوں کو جس طرح اس جماعت میں شرکت سے باز رکھا اس پر قومی تحریک کے مورخوں نے کڑی نکتہ چینی کی ہے۔ فوق صاحب کے مقدمے سے ان حالات کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے جن کا تقاضہ یہی تھا کہ سر سید مسلمانوں کو ہر طرح کی شورش سے باز رکھیں اور ان کی تعلیم پر سارا زور صرف کر دیں۔ آج یہ ضروری بھی ہے اور سو سال کا طویل عرصہ گزر جانے کے بعد یہ ممکن بھی ہو گیا ہے کہ اس تصنیف کو بنیاد بنا کر سر سید کے سیاسی نقطۂ نظر کو سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ ہمیں امید ہے کہ فوق صاحب نے سر سید کو سمجھنے اور سمجھانے کا جو کام شروع کیا ہے آگے وہ اسی خلوص اور لگن کے ساتھ جاری رکھیں گے۔ فوق صاحب اپنے بصیرت افروز مقدمے کے لئے اور ناشر صاف ستھری طباعت کے لئے مبارکباد کے مستحق ہیں۔

شمیم حنفی

- آبلے (مجموعۂ کلام)
- مدہوش بلگرامی
- ناشر: آشا بلگرامی، اوتار ہیمنٹ سیباسٹین روڈ، باندرہ، بمبئی

صاحب مجموعہ کے لفظوں میں "ادب، زندگی اور سماج کا اٹوٹ سمبندھ ہے۔ وہی ادب حقیقی اور لافانی ہے جو عوامی ہے جس کی جڑیں عوامی زندگی سے منسلک ہیں" اور: "محنت کش طبقے کی خدمت فن کار کا منصب ہے اور اور آزادیٔ تخلیق کی ضمانت بھی"۔

جہاں تک ادب، زندگی اور سماج کے "اٹوٹ سمبندھ" کا مسئلہ ہے، مجھے اس سلسلے میں کچھ نہیں کہنا ہے۔ البتہ عوامی زندگی سے ادب کی جڑوں کے انسلاک کی بات سن کر اب سے تیس پینتیس برس پہلے کے وہ شاعر یاد آتے ہیں جنھوں نے عوامی ادب (FOLK LITERATURE) کی تخلیق کا شور بلند کیا تھا اور عوامی مقبولیت حاصل کرنے کے لیے کجری، گیت اور دوہے لکھے تھے۔ سوال یہ ہے کہ ان کی یہ جلیل القدر کاوشیں اردو کی ادبی روایت میں کس حیثیت کی مستحق ٹھہریں؟ رہا محنت کش طبقے کی خدمت کا مسئلہ تو یہ خدمت شعر و فن کے بجائے دوسرے وسائل اور طریقوں سے شاید زیادہ موثر اور بامعنی طور پر کی گئی ہے اور اگر یہ ذمے داری بھی ہمارے شعرا نے قبول کر لی ہوتی تو ہمارے قومی رہنما، سیاسی زعما اور ٹریڈ یونین لیڈر کیا کرتے ہوتے! یہ باتیں غور کرنے کی بھی نہیں رہ گئیں کہ اب ادب کے طالب علم اس مسئلے کو اختلافی نہیں سمجھتے۔ مدہوش بلگرامی نے محنت کش طبقے کی خدمت اپنے مجموعے کے ذریعہ کس طرح انجام دی ہے اس کی مثال اس مجموعے کے بعض اشعار سے یوں دی جا سکتی ہے، ملاحظہ ہو۔

کھنکھنانے لگے ہیں پیمانے ۔۔۔ رنگ پر آ رہے ہیں مے خانے
پھیر لی مجھ سے آنکھ ساقی نے ۔۔۔ چھوٹ گئے تھے نہ لب سے پیمانے
درحقیقت کوئی نہیں اپنا ۔۔۔ اس جہاں میں سبھی ہیں بیگانے
اپنی اجڑی ہوئی فضاؤں پر ۔۔۔ ناز کرتے ہیں دل کے ویرانے
شمع رو رو کے روکتی ہی رہی ۔۔۔ جل بجھے کس خوشی سے پروانے

کیا قیامت قریب ہے مدہوش
ہوش میں آ رہے ہیں دیوانے

مجموعے کا دیباچہ سردار جعفری نے لکھا ہے، ان جملوں کے ساتھ "اس شاعر کی جو ادا مجھے زیادہ پسند ہے وہ طوفانوں سے کھیلنے کا حوصلہ اور آگ کو پی جانے کی امنگ ہے"۔

۸۸ (اٹھاسی) صفحات کے اس مجموعے کی قیمت آٹھ روپے ہے معلوم نہیں کیوں؟

مالک انجمن ترقی اردو ہند علیگڑھ پرنٹر و پبلشر سید تفضل حسین نے لیتھو کلر پریس علی گڑھ میں چھپوا کر دفتر مرکزی انجمن ترقی اردو ہند (علی گڑھ) سے شائع کیا